مولوی محبوب عالم اور اقبال

محمد عبداللہ قریشی

سیالکوٹ سے تعلیم کے سلسلے میں لاہور آنے کے بعد اقبال کو جن احباب کی اولین صحبت میسر آئی، ان میں مولوی محبوب عالم مدیر پیسہ اخبار لاہور بھی تھے۔ ان کے کارخانے میں ماسٹر چراغ ایک دفتری تھا جو سیالکوٹ کا رہنے والا تھا۔ وہ ہارمونیم بہت اچھا بجاتا تھا۔ اقبال کی اس سے دوستی تھی۔ اس وجہ سے بھی اقبال اکثر پیسہ اخبار کے دفتر میں آتے جاتے اور وہاں نشست و برخاست رکھتے تھے۔

اس وقت پنجاب میں پریس کافی ترقی کر چکا تھا اور اخبار بکثرت شائع ہوتے تھے۔ لاہور کا سب سے قدیم اور مشہور اخبار کوہ نور پچاس کے پیٹے میں تھا۔ تین چار اور اخباروں کا بھی بڑا چرچا تھا — مولوی محبوب عالم کا پیسہ اخبار، پنڈت مکند رام گرٹو اور ان کے صاحبزادے پنڈت گوپی ناتھ کا اخبار عام اور مولوی محرم علی چشتی کا رفیق ہند — ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی طرز میں امتیازی حیثیت رکھتا تھا۔

بعد میں مولوی انشاء اللہ خاں کا اخبار وطن، منشی محمد الدین فوق کا اخبار پنجۂ فولاد و کشمیری میگزین اور شیخ عبدالقادر کا رسالہ مخزن جاری ہوا اور اقبال نے ایک ہونہار نوجوان کی طرح پریس کی قوت سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا۔ ان کے مضامین، ان کی نظمیں، غزلیں، ان کی ذہنی و فکری صلاحیتیں اور دیگر سرگرمیاں جس اخبار کے ذریعے سب سے پہلے عوام کے سامنے آئیں، وہ پیسہ اخبار ہی تھا۔ اس اخبار کی فائلوں میں اقبال کی زندگی سے متعلق معلومات کے بیش بہا خزانے مدفون ہیں جن سے اقبال کے سوانح نگاروں نے کم ہی فائدہ اٹھایا ہے۔

میں اس مضمون میں مولوی محبوب عالم کے تعارف کے ساتھ ساتھ چند واقعات کا بھی ذکر کروں گا جو اقبال کی زندگی پر بالکل نئی روشنی ڈالتے ہیں۔

مولوی محبوب عالم ۱۸۶۳ء میں موضع بھروکی متصل وزیرآباد (ضلع گوجرانوالہ) میں اپنے ننھیال کے ہاں پیدا ہوئے۔ برج اٹاری متصل لاہور

میں آپ کے چچا مولوی احمد دین مدرس تھے۔ وہاں آپ نے پرائمری کا امتحان پاس کیا۔ یہاں سے قصور گئے جہاں آپ کے دوسرے چچا ماسٹر محمدالدین مڈل اسکول کے ہیڈ ماسٹر تھے اور ایک ماہوار رسالہ ''کلید امتحان مڈل و انٹرنس،، بھی نکالا کرتے تھے۔ مڈل کا امتحان وہاں سے پاس کرنے کے بعد ۱۸۸۰ء میں آپ میڈیکل کالج لاہور میں داخل ہوئے۔ اس زمانے میں آج کل کی طرح میڈیکل کالج میں داخل ہونے کے لئے ایف ایس سی اور بی ایس سی کی کڑی شرائط نہ تھیں۔ مگر چند ماہ بعد آپ کو یہ کالج چھوڑنا پڑا کیونکہ آپ کے والد مولوی الہ دین کا انتقال ہوگیا اور آپ کے لئے باقاعدہ تعلیم حاصل کرنے کے وسائل مسدود ہوگئے۔

اب آپ نے امتحان منشی و منشی عالم کی تیاری شروع کی۔ منشی کے امتحان میں صوبہ بھر میں اول رہے، انعام بھی لیا اور وظیفہ بھی حاصل کیا۔ منشی عالم کی پڑھائی کے ساتھ ساتھ آپ نے ۱۸۸۶ء میں ایک مطبع خادم التعلیم کے نام سے قائم کیا اور اپنے چچا کا رسالہ ''کلید امتحان،، لاہور سے نکالنا شروع کیا مگر بعض گھریلو حالات سے مجبور ہوکر آپ کو مطبع لاہور سے گوجرانوالہ منتقل کرنا پڑا۔ جب وہاں بھی کام نہ چلا اور حالات روبراہ نہ آئے تو آپ اپنے وطن موضع فیروز والہ (ضلع گوجرانوالہ) میں چلے گئے اور وہیں سے ۱۸۸۷ء میں ایک ہفتہ وار اخبار ''ہمت،، اور دوسرا ہفتہ وار اخبار ''سکول ماسٹر،، جاری کیا۔

تجربے سے آپ کو معلوم ہوا کہ پبلک کو ایک سستے اور صحیح معنوں میں اخبار کی ضرورت ہے۔ چنانچہ آپ نے ''ہمت،، کو ''پیسہ اخبار،، میں تبدیل کرکے ایک ہی ماہ بعد اپنا پریس اور کاروبار فیروز والہ سے پھر گوجرانوالہ میں منتقل کرلیا۔ پیسہ اخبار کا پہلا پرچہ مولوی محبوب عالم کے چھوٹے بھائی منشی عبدالعزیز نے خود سکولوں میں لے جاکر ایک ایک پیسہ کو فروخت کیا۔ بعد میں اس اخبار نے اتنی ترقی کی کہ یہ اپنی کم قیمت اور دلچسپ مضامین کی بدولت بہت جلد ہندوستان کا ٹٹ بٹس (TIT BITS) بن گیا۔

پیسہ اخبار کے ساتھ آپ نے گوجرانوالہ سے ایک ماہنامہ ''زمیندار و باغبان وبیطار،، جاری کیا جو ڈسٹرکٹ بورڈوں میں بیحد مقبول ہوا۔ اسی رسالہ نے بعد میں مولوی ظفر علی خاں کے والد منشی سراج الدین احمد کو روزنامہ زمیندار جاری کرنے کی ترغیب دی جس کے نام پر کچھ عرصہ دونوں

میں جھگڑا بھی چلا مگر دوستوں نے بیچ میں پڑ کر صلح صفائی کرادی۔

۱۸۸۹ء میں اس خیال سے کہ لاہور میں اخبار گوجرانوالہ سے زیادہ ترقی کرسکتا ہے، مولوی محبوب عالم پھر لاہور چلے آئے۔ لاہور ہی کو مستقل وطن بنا لیا۔ یہیں کاروبار کو ترقی دی اور وفات کے بعد بھی اسی جگہ دفن ہوئے۔

جب تک مولوی محبوب عالم گوجرانوالہ میں تھے، آپ کانگریس کے زبردست حامی تھے۔ لاہور آکر بھی آپ کچھ عرصہ اسی حکمت عملی پر قائم رہے مگر جب آپ نے دیکھا کہ کانگریس میں ہندوؤں کا غلبہ ہے اور مسلمانوں کے حقوق ان کے ہاتھوں محفوظ نہیں، تو آپ نے کانگریس کے مقاصد سے قطع تعلق کرکے مسلمانوں کی ترجمانی و حمایت شروع کردی۔ پھر بھی آپ کی معتدل اور مرنجان مرنج پالیسی کی وجہ سے سارا پریس آپ کا احترام کرتا تھا اور آپ ہندو مسلمانوں میں یکساں ہردلعزیز تھے۔ البتہ کبھی کبھی معاصرانہ چشمک کی وجہ سے تلخی سی ہو جاتی تھی مگر یہ عارضی ہوتی تھی جو آناً فاناً پیدا ہوتی اور چشم زدن میں مٹ جاتی تھی۔

۱۶ مارچ ۱۸۹۸ء سے مولوی صاحب نے ہفتہ وار پیسہ اخبار کا ایک روزانہ ایڈیشن جاری کیا جس نے بہت سے ملکی اور قومی معاملات پر روشنی ڈالی مگر لوگ چونکہ اس وقت روزانہ اخبار کی قدر و قیمت سے واقف نہ تھے، اس لئے ۲ مئی ۱۸۹۹ء کو روزانہ ایڈیشن بند کردیا گیا۔

۱۹۰۴ء میں آپ نے پھر روزانہ پیسہ اخبار کا سلسلہ شروع کیا۔ اس مرتبہ اخبار بہت مقبول ہوا۔ ۱۹۰۷ء کے پر آشوب زمانے میں جب سودیشی اور سوراج کی تحریک بڑے زوروں پر تھی، پیسہ اخبار نے اپنی سلامت روی اور مستقل مزاجی سے مسلمانوں کو جادۂ اعتدال سے ہٹنے نہ دیا۔ آخر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ پیسہ اخبار کی اشاعت اتنی بڑھ گئی کہ بارہ دستی پریس بھی بمشکل وقت پر چھاپ سکتے تھے۔ چنانچہ آپ نے ولایت سے چھاپے کی مشینیں منگوائیں اور پریس کو خادم التعلیم اسٹیم پریس بنادیا۔

پیسہ اخبار ہی کے ذریعے ہمیں یہ بات پہلی مرتبہ معلوم ہوئی کہ ۱۹۰۱ء میں اقبال نے ای اے سی کے امتحان میں شرکت کا ارادہ کیا مگر عین امتحان سے ایک روز قبل طبی معائنہ کے وقت غالباً ضعف بینائی کی بنا پر ڈاکٹروں نے آپ کا نام فہرست امیدواران سے خارج کردیا۔ اس پر ستمبر ۱۹۰۱ء

کی کسی اشاعت میں پیسہ اخبار نے اور ا اکتوبر ۱۹۰۱ء کے کشمیری گزٹ میں منشی محمد الدین فوق نے میڈیکل بورڈ کے خلاف نہایت زور دار مضامین لکھے جن کے اقتباسات حسب ذیل ہیں :—

''پنجاب کے امتحان مقابلہ میں ایک کشمیری مسلمان،،

''بزرگان قوم سے مخفی نہیں کہ قوم میں کیسے کیسے لائق اور ہونہار نوجوان موجود ہیں جن سے قوم کو فخر قوم ہونے کی توقع اور امید ہے۔ منجملہ اور بہت سے نوجوانوں کے اس وقت شیخ محمد اقبال ایم اے جو اپنی بے نظیر لیاقتوں کے باعث چند ہی دنوں میں بہت شہرت حاصل کر چکے ہیں پنجاب کے امتحان مقابلہ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر میں شامل ہوئے تھے۔ اس مقابلہ کے امتحان میں وہ چیز جس سے باوجود دلسوزی، قابلیت اور علمیت کے ناکامی کا نہایت ہی خطرہ ہوتا ہے، یہ ہے کہ امتحان سے ایک روز قبل میڈیکل بورڈ امتحان میں شریک ہونے والے امیدواروں کی صحت کا معائنہ کرتا ہے اور جس کی صحت میں اسے شک ہوتا ہے، اسے امتحان کے ناقابل قرار دے کر امیدواروں کی فہرست سے خارج کر دیتا ہے۔ امسال بھی دو امیدوار، ایک ہندو اور ایک مسلمان (محمد اقبال صاحب ایم اے) اسی طبی معائنے کی نذر ہوئے ہیں۔

''معزز ہمعصر پیسہ اخبار سچ اور بہت سچ لکھتا ہے اور میری رائے میں ہمعصر کی یہ قابل وقعت رائے اس قابل ہے کہ پنجاب کے تمام اخبار اس کی تقلید کرکے پر زور مضامین لکھیں،، ہمعصر (پیسہ اخبار) کی رائے ذیل میں درج کی جاتی ہے :— ''پنجاب کے امتحان مقابلہ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری کے امیدواروں کی مصیبتوں میں یہ سب سے بھاری اور دردناک ہے کہ امتحان سے ایک روز پہلے میڈیکل بورڈ امتحان میں شریک ہونے والے امیدواروں کی صحت کا معائنہ کرتا ہے اور جس کی صحت میں اسے شک ہوتا ہے، اسے ناقابل امتحان قرار دے کر نکال دیتا ہے۔ اس ہفتہ میں جو امیدوار طبی لحاظ سے خارج کئے گئے ہیں، ان میں ایک شیخ محمد اقبال ایم اے بھی ہیں۔ ان کی صحت ایسی اچھی ہے کہ جس میں کوئی نقص نظر نہیں آتا۔

لیکن ڈاکٹروں کے فیصلے کے سامنے جھکنا پڑتا ہے۔ بجائے اس کے کہ امتحان کی تیاری کر لینے کے بعد ان کا ڈاکٹری امتحان لیا جائے، نہایت بہتر ہو کہ امتحان کی تیاری کرنے سے پہلے ایسے امیدواروں کی جسمانی صحت کا امتحان کرکے انہیں خارج کردیا جائے۔ موجودہ صورت میں جب کہ وہ امتحان کے لئے محنت شاقہ اور صرف کثیر اٹھا کر تیاری کر لیتے ہیں، انہیں آخری وقت میں جواب ملنا کس قدر روحانی تکلیف کا باعث ہوتا ہوگا،، ؟ ۱

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید اسی ناکامی کے بعد اقبال کے دل میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے ترقی کرنے کا خیال پیدا ہوا اور آپ اللہ کا نام لے کر اپنے بڑے بھائی شیخ عطا محمد کی کفالت پر ۲ ستمبر ۱۹۰۵ء کو عازم انگلستان ہوئے جہاں سے پی۔ ایچ۔ ڈی اور بیرسٹری کی سند لیکر واپس آئے۔

۱۹۱۰ء میں ایک عجیب لطیفہ ہوا۔ شیخ یعقوب علی تراب کے اخبار الحکم قادیان مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۱۰ء میں ایک خبر چھپی کہ آپ کی نواسی کا نکاح بعد از نماز مغرب پانچ سو روپیہ حق مہر پر ڈاکٹر محمد اقبال سے ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کے پاس بیسیوں خطوط استفسار کے آئے۔ اور کئی دوستوں نے زبانی بھی شکایت کی کہ ہمیں اس موقعہ پر کیوں یاد نہ کیا۔ اقبال کے بڑے بھائی شیخ عطا محمد صاحب پہلے ہی قادیانی (احمدی) ہوچکے تھے۔ اس لئے اس خبر کو صحیح تسلیم کرنے کے وجوہ موجود تھے۔ خود اقبال پر بھی ڈورے ڈالے جا چکے تھے جس کے ثبوت میں ایک منظوم خط بھی ملتا ہے جو ''پیغام بیعت کے جواب میں،، کے عنوان سے مئی ۱۹۰۲ء کے مخزن اور ۱۱ جون ۱۹۰۲ء کے اخبار پنجہ' فولاد لاہور میں شائع ہوچکا ہے۔ چند شعر یہ ہیں —

خضر سے چھپ کے مر رہا ہوں میں
تشنہ کام مئے فنا ہوں میں
ہم کلامی ہے غیریت کی دلیل
خامشی پر مٹا ہوا ہوں میں
کانپ اٹھتا ہوں ذکر مرہم پر
وہ دل درد آشنا ہوں میں

۱ — کشمیری گزٹ ماہ اکتوبر ۱۹۰۱ء

تنکے چن چن کے باغ الفت کے
آشیانہ بنا رہا ہوں میں
کارواں سے نکل گیا آگے
مثل آوازۂ درا ہوں میں
دست واعظ سے آج بن کے نماز
کس ادا سے قضا ہوا ہوں میں
میں نے مانا کہ بے عمل ہوں مگر
رمز وحدت سے آشنا ہوں میں
پردۂ میم میں رہے کوئی
اس بھلاوے کو جانتا ہوں میں
ایک دانے پہ ہے نظر تیری
اور خرمن کو دیکھتا ہوں میں
بھائیوں میں بگاڑ ہو جس سے
اس عبادت کو سیا سرا ہوں میں

اس خط کے چالیس شعر تھے۔ نظر ثانی میں ستائیس حذف کردئے گئے بانگ درا میں صرف تیرہ باقی رکھے اور عنوان بھی بدل کر ''عقل و دل،، کردیا [١] اسی نظم کے جواب میں حامد سیالکوٹی نے ایک نظم الحکم میں چھپوائی تھی جس کا آخری شعر یہ تھا—

کیوں نہ ہو خاک پا مرا اقبال حامد نائب خدا ہوں میں

بہرحال چونکہ ڈاکٹر صاحب شادی شدہ بلکہ صاحب اولاد تھے۔ اس لئے ان کے رشتہ داروں کو تعجب بھی ہوا اور سخت صدمہ بھی پہنچا کہ ایک تو انہوں نے پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح کرلیا (گو اس سے تعلقات اچھے نہ تھے) پھر قادیان جاکر قادیانیوں سے رشتہ ناطہ جوڑ لیا۔ آخر آپ کو اس کی تردید چھپوانی پڑی۔ چنانچہ آپ نے ١٠ ستمبر کو ایک دستی چھٹی لکھی جو ١٥ ستمبر کے روزنامہ پیسہ اخبار میں اس عنوان سے چھپی :—

''وہ ڈاکٹر محمد اقبال اور ہوں گے،،

اس میں اقبال نے لکھا :—

١—سرود رفتہ صفحہ ١٠٣

''مخدوم مکرم جناب ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار !

اسلام علیکم ۔ مہربانی کرکے مندرجہ ذیل سطور اپنے اخبار میں درج فرما کر مجھے ممنون و مشکور فرمائیں ۔

اخبار الحکم قادیان مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۱۰ء کے صفحہ ۱۳ پر مندرجہ ذیل خبر درج ہے :—

''بعد نماز عصر آپ کی نواسی کا نکاح ہونے والا تھا مگر مفتی فضل الرحمن صاحب کی وقتی غیر حاضری کی وجہ سے بعد نماز مغرب پانچسو روپیہ مہر پر ڈاکٹر محمد اقبال سے ہوا،،۔

اس عبارت سے میرے اکثر احباب کو غلط فہمی ہوئی اور انہوں نے مجھ سے زبانی اور بذریعہ خطوط استفسار کیا ہے ۔ سب حضرات کی آگاہی کے لئے بذریعہ آپ کے اخبار کے اس امر کا اعلان کرتا ہوں کہ مجھے اس معاملے سے کوئی سروکار نہیں ہے ۔ جن ڈاکٹر محمد اقبال صاحب کا ذکر ایڈیٹر صاحب الحکم نے کیا ہے وہ کوئی اور صاحب ہوں گے ۔ والسلام ۱۰ ستمبر ۱۹۱۰ء [1]

آپ کا خادم

محمد اقبال بیرسٹر ایٹ لاء لاہور

مولوی محبوب عالم نے ۱۸۹۸ء میں ایک ہفتہ وار انگریزی اخبار ''دی سن،، (THE SUN) جاری کیا جو دو سال بعد لوگوں کی ناقدری کا شکار ہو کر بند ہو گیا ۔

۱۸۹۸ء ھی میں مولوی صاحب نے ہفتہ وار ''انتخاب لاجواب،، جاری کیا جو آج تک اپنی نوعیت کا ایک ھی اخبار ہے ۔ اس میں دلچسپ لطیفے، عجائبات عالم، شمار و اعداد، حکمت کے موتی، معلومات کا نچوڑ، سائنس کی ایجادات، نامور لوگوں کے با تصویر حالات اور دیگر صدھا قسم کے مفید مضامین شائع ہوتے تھے ۔

---

۱ — روزنامہ پیسہ اخبار لاہور بابت ۱۵ ستمبر ۱۹۱۰ء ۔ نیز اس موضوع پر میرا تفصیلی مضمون ''اقبال اور محمد اقبال،، ۲۲ اپریل ۵۳ء کے امروز لاہور میں ملاحظہ فرمائیں ۔

مولوی محبوب عالم کو تعلیم نسواں کا بھی ابتدا ھی سے خیال تھا۔ اس خیال کو عملی صورت دینے کے لئے آپ نے ایک ماھوار رسالہ ''شریف بی بی،، لاھور سے جاری کیا جو ھندوستان میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ تھا۔ ۱۸۹۵ء میں آپ نے پیسہ اخبار کا بھی ایک خاص نمبر شائع کیا جس میں جدت یہ تھی کہ تمام مضامین عورتوں کے لکھے ھوئے تھے۔ بعد میں یہ تمام مضامین ''ھندوستانی عورتوں کے مضامین،، کے نام سے کتابی صورت میں شائع ھوتے رھے۔

مولوی صاحب نے تعلیم نسواں کی تبلیغ ھی نہیں کی بلکہ اس پر خود عمل بھی کیا۔ آپ کی سب سے بڑی بیٹی فاطمہ بیگم نے تعلیم حاصل کی اور منشی فاضل کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔ آپ غالباً پہلی مسلمان خاتون ھیں جنھوں نے یہ کڑی منزل طے کی اور طبقہ نسواں کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیا۔ فاطمہ بیگم نے کئی سال ھفتہ وار خاتون کی ادارت کی اور تحریک پاکستان میں بڑے جوش اور سرگرمی سے حصہ لیا۔ انہوں نے نواں کوٹ لاھور میں مسلمان لڑکیوں کے لئے فاطمہ جناح کالج قائم کیا جسے سیاسی مصروفیتوں کے سبب آپ پورا وقت نہ دے سکیں اور اسے ایک ٹرسٹ کی صورت دے کر ملت کے حوالے کرنا پڑا۔

مولوی صاحب کی دوسری لڑکی زینب نے فارسی میں ایم اے کیا۔ یہ غالباً دوسری مسلمان خاتون تھی جس نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔

مئی ۱۹۰۰ء میں مولوی محبوب عالم پیرس کی نمائش دیکھنے، سیر و سیاحت کا لطف اٹھانے اور اخبار نویسی کا مطالعہ کرنے کے لئے یورپ روانہ ھوئے۔ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء کو جمعہ کے روز ساڑھے پانچ بجے شام اسلامیہ کالج لاھور کے وسیع صحن میں آپ کے دوستوں نے ایک شاندار الوداعی دعوت منعقد کی جس میں اقبال اور دیگر بزرگوں کے علاوہ مندرجہ ذیل اصحاب خاص طور پر شریک ھوئے: —

> ''خان بہادر محمد برکت علی خان سیکریٹری انجمن اسلامیہ و وائس پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی۔ نواب شیخ غلام محبوب سبحانی رئیس لاھور۔ سردار رضا علی خاں قزلباس۔ خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ۔ فقیر سید افتخار الدین میر منشی گورنمنٹ پنجاب۔ میاں کریم بخش میونسپل کمشنر۔ مولوی محمد فضل الدین رئیس، پلیڈر و میونسپل کمشنر، مفتی محمد عبداللہ ٹونکی صدر انجمن

حمایت اسلام۔ حاجی میر شمس الدین جنرل سیکریٹری انجمن حمایت اسلام۔ شیخ عمربخش بیرسٹر ایٹ لا۔ خان صاحب ڈاکٹر مہتاب شاہ پروفیسر وٹرنری کالج۔ سید ولی شاہ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر۔ مرزا نوازش علی ریڈر چیف کورٹ۔ سید احمد شاہ تحصیلدار۔ چوھدری نبی بخش وکیل۔ ماسٹر شیر محمد (میو سکول آف آرٹس) مولوی حاکم علی پرنسپل اسلامیہ کالج۔ سید خورشید انور وغیرہ،، ۱

شیخ عبدالقادر ان دنوں انگریزی اخبار ابزرور کے ایڈیٹر تھے ان کی مختصر سی تقریر کے بعد خان احمد حسین خاں (مدیر شباب اردو لاھور) نے الوداعی نظم پڑھی اور مولوی محبوب عالم کی جوابی تقریر کے بعد جلسہ برخاست ھوا۔ مگر جب چند مخصوص احباب باقی رہ گئے تو اقبال نے مندرجہ ذیل نظم پڑھ کر سنائی جو ان کے اپنے مجموعہ' کلام میں تو شامل نہیں البتہ مولوی محبوب عالم کے سفرنامہ' یورپ میں طبع ھوچکی ھے —

لیجے حاضر ھے مطلع رنگیں
جس پہ صدقے ھوں شاھد تحسیں

سوئے یورپ ھوئے وہ راہ سپر — مفت میں ھوگیا ستم ھم پر
آنکھ اپنی ھے اشک خونیں سے — غیرت کاسہ' مئے احمر
فتح ملک ھنر کو جاتے ھیں — ھمرکابی کو آرھی ھے ظفر
''تاڑ جاتے ھیں تاڑنے والے،، — کھینچ کر لے چلا ھے ذوق نظر
فخر انساں کا ھے تلاش کمال — جستجو چاھیئے مثال قمر
خوب تاڑا ھے سیر کا موقعہ — نکتہ بیں چاھیئے نگہ بشر
سیر دریا میں ھیں ھزار مزے — جس کو دکھلائے خالق اکبر
وہ سر شام بحر کی موجیں — مہر کی وہ خرام پانی پر
وہ سمندر بساط کی صورت — اور وہ موجوں کا کھیلنا چوسر
اور وہ چاندنی کہ بحر جسے — اوڑھ لیتا ھے صورت چادر
دی خبر آپ نے یہ کیا ناگہ — چپکے چپکے چبھو دیا نشتر
دوستوں کا فراق قاتل ھے — درد اٹھتا ھے صورت محشر
آنکھ میں ھیں نہیں رواں لیکن — اشک اپنے ھیں مثل آب گہر

---

۱ — سفر نامہ یورپ و بلاد روم و شام و مصر نوشتہ مولوی محبوب عالم صفحہ ۹ ۔

جائیے اور پھر کے آئیے گا — صورت بوئے نافۂ اذفر
اس طرح آنکھ راہ دیکھے گی — جوں مؤذن کو انتظار سحر
بزم یاراں رہے گی یوں خاموش — جیسے چپ چاپ شام کے ہوں شجر
سر مژگاں پہ آگئے آنسو — نکل آیا جو دل میں تھا مضمر
مدح احباب فرض انساں ہے — لاؤں اس کے لئے میں خامۂ زر
یاں خموشی گناہ ہے ایسی — جس طرح کفر ہجو پیغمبر
یہ حضر آپ کو مبارک ہو
یہ سفر آپ کو مبارک ہو

آپ ہیں محو سیر دریائی — چشم احباب غم سے بھر آئی
رقص موجوں کا جا کے دیکھیں گے — بھیج دی ہے جہاز کو سائی
لطف اخبار کا جب آتا ہے — بزم یورپ سے ہو شناسائی
دم رخصت وہ گرم جوشی ہے — آتش عشق جس سے شرمائی
کسی کونے میں تاکتی ہے اسے — گرمیٔ آفتاب جولائی
لب سے نکلا کہ ''فی امان اللہ،، — فخر کرتا ہے تاب گویائی
نشۂ دوستی چڑھا ایسا — شعر میں بھی ہے رنگ صہبائی
آپ آئینہ پر گرائے ہیں — ''بسلامت روی و باز آئی،،
عزم پنجاب ہو مگر جلدی — کہ نہیں طاقت شکیبائی
ہو نہ محبوب سے جدا کوئی — اے رگ جان عالم آرائی[1]
الغیاث اے معلم ثالث[2] — درد فرقت سے جان گھبرائی
ایسی پڑیا کوئی عنایت ہو — دل سے اٹھے کہ وہ شفا پائی
آگیا بحر چپ رہو اقبال — خامہ کرتا ہے عذر بے پائی
توبہ کر لی ہے شعر گوئی سے — اس کی قیمت پڑی نہ اک پائی
شعر سے بھاگتا ہوں میں کوسوں — ہے یہ توحید اور میں عیسائی
''آں چہ دانا کند، کند ناداں — لیک بعد از ہزار رسوائی،،
دوستوں کی رہے دعا حافظ
ہو سفر میں ترا خدا حافظ

(سفر نامۂ یورپ ص ۱۷—۱۸)-

---

۱ — اس شعر میں محبوب عالم نام لایا گیا ہے۔
۲ — معلم ثالث بوعلی سینا جو مشہور فلسفی اور طبیب تھے۔ یہاں ان کی طبابت کی طرف اشارہ ہے۔ معلم اول ارسطو اور معلم ثانی ابونصر فارابی۔

مولوی محبوب عالم اٹلی، آسٹریا، جرمنی، بلجیم، فرانس، انگلستان، روم و شام اور مصر کی سیاحت کے بعد دسمبر ۱۹۰۰ء میں واپس تشریف لائے آپ اردو زبان کے پہلے اخبار نویس ہیں جنہوں نے یورپ کے اخباری تجربات حاصل کرکے نہ صرف اپنے کاروبار کو توسیع و ترقی دی بلکہ ملک اور قوم کو بھی اس سے معتدبہ فائدہ پہنچایا۔ آپ کے کاروبار کی وسعت دیکھ کر محکمۂ ڈاک نے ۱۹۰۰ء میں پیسہ اخبار کے نام سے آپ کو الگ ڈاکخانہ دیا جو تقسیم ملک تک موجود تھا۔ واپسی پر آپ نے سفر نامۂ یورپ لکھا جو ملک میں بہت مقبول ہوا اور اس پر آپ کو محکمہ تعلیم کی طرف سے چار سو روپیہ کا انعام ملا۔

ولایت سے آکر ۱۹۰۲ء میں آپ نے بچوں کی دلچسپی اور مطالعہ کے لئے ایک ماہوار رسالہ ''بچوں کا اخبار،، جاری کیا جو بہت پسند کیا گیا اور اس جدت پر ایک خاص انعام بھی ملا۔

مولوی محبوب عالم اخبار نویس ہونے کے ساتھ ساتھ سینکڑوں کتابوں کے ناشر اور کئی کتابوں کے مصنف، مولف اور مترجم بھی تھے۔ آپ اردو، فارسی، عربی، انگریزی کے علاوہ فرانسیسی، ترکی اور روسی زبان بھی جانتے تھے۔ جرمن زبان سے بھی تھوڑی بہت شد بد تھی۔ مطالعہ کا بیحد شوق تھا۔ انگریزی کے اخبار اور رسالے اکثر دیکھتے رہتے تھے اور جہاں انہیں کوئی بات دلچسپی بڑھانے والی نظر آتی تھی اسے اپنے اخبار میں شروع کردیتے تھے۔ آپ کے ذاتی کتب خانے میں اخلاق، تاریخ، مذہب اور علم و ادب کی ہزاروں کتابیں تھیں جن میں بعض بہت نایاب اور قیمتی تھیں۔ بعض ایسی بھی تھیں جو انہوں نے خاص ولایت سے منگوائی تھیں۔ یہ کتب خانہ ۲۰ جنوری ۱۹۱۴ء کی رات کو کارخانہ پیسہ اخبار میں آگ لگ جانے کی وجہ سے ضائع ہوگیا۔ مولوی صاحب ان دنوں ولایت کے سفر میں تھے۔ وہ ۳۰ جنوری کو اس سفر سے واپس آئے تو دل تھام کر رہ گئے۔ ان پر اس المناک حادثہ کا بڑا صدمہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ میری چالیس سال کی محنت کا نتیجہ تھا۔ اب ان کتابوں کا فراہم ہونا مشکل ہے۔ مگر ان کا شوق مطالعہ اور استقلال قابل داد تھا کہ آپ نے ایک دفعہ پھر کتابوں کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع کر لیا جو آپ کی وفات کے بعد آپ کی اولاد نے پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے حوالے کردیا۔

منشی صاحب موزوں طبع بھی تھے۔ اگرچہ شعر کہنے کی انہیں فرصت

تھی نہ ضرورت مگر یہ خدا داد جوہر جب کبھی ظاہر ہونا چاہتا ہے تو کسی کے روکے نہیں رکتا۔ ایک دفعہ ان کے ایک شکاری دوست نے چار تلئیر تحفہ کے طور پر بھیجے۔ آپ نے شکریے میں چار شعر قلم برداشتہ لکھ دئے جن میں سے دو یہ ہیں:—

چار تلئیر جو آپ نے بھیجے
ان سے بندہ ہوا بہت محظوظ
اے شکاری تجھے خدا رکھے
جملہ آفات سے سدا محفوظ

پیسہ اخبار کا دفتر ہمیشہ اخبار نویسی سکھانے کا دبستان رہا ہے اور مولوی محبوب عالم کو عموماً ایڈیٹر گر کہا جاتا ہے۔ جس اردو اخبار کو متحدہ ہندوستان میں سب سے زیادہ کثیر الاشاعت ہونے کا فخر حاصل تھا یعنی روزنامہ ''ہندوستان،، اس کے ایڈیٹر بابو دینا ناتھ حافظ آبادی اسی پیسہ اخبار میں ملازم رہ کر کام سیکھ چکے تھے۔ مرزا علی حسین جو اخبار فتح المبین اور اخبار وقت کے مالک و اڈیٹر تھے وہ بھی فن اخبار نویسی یہیں سیکھتے رہے۔ مولوی عبدالرؤف صاحب، رافت بھوپالی جو زبدۃ الاخبار (مملوکہ حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء لاہور) کے ایڈیٹر تھے، وہ بھی کئی سال اسی اخبار میں کام کرتے رہے۔ منشی منورخاں ساغر اکبر آبادی جن کے خوان کرم سے ہندو اخبارات نعمت ہائے گونا گوں حاصل کرتے رہے، سب سے پہلے پیسہ اخبار ہی میں فن اخبار نویسی سیکھتے رہے۔ منشی احمد دین بی۔ اے مالک و ایڈیٹر اخبار غم خوار عالم بھی پیسہ اخبار ہی میں برسوں کام کرنے کے بعد اپنا ذاتی اخبار نکالنے کے قابل ہوئے۔ مولوی محمد عبداللہ منہاس جو اخبار وکیل امرتسر، اخبار حمایت اسلام لاہور، روزنامہ شہباز پشاور اور کئی دوسرے اخباروں کو کامیابی سے چلاتے رہے، وہ بھی ابتدا میں پیسہ اخبار ہی میں تھے۔ میر جالب دہلوی مدیر ہمت لکھنؤ، منشی محمد الدین فوق مدیر اخبار کشمیری لاہور، منشی محمد دین خلیق (جو عرصہ تک اخبار ریلوے اینڈ انجنیئرنگ نیوز انگریزی و اردو لاہور نکالتے رہے) ابتدائی مشق اسی اخبار کے دفتر میں کرتے رہے۔ منشی انبا پرشاد صوفی مراد آبادی جو اپنی پرجوش تحریروں کے باعث خاص طور پر مشہور تھے، عرصہ تک پیسہ اخبار میں کام کرنے کے بعد اپنا اخبار جامع العلوم نکالنے میں کامیاب ہوئے۔ شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم قادیان کو بھی اسی اخبار کے دفتر میں آمد و رفت، رکھنے سے اخبار نویسی کا چسکہ پڑا تھا۔

پیسہ اخبار خاص التزام کے ساتھ نہ صرف عربی اور انگریزی بلکہ ہندی، مرہٹی، گجراتی اور گورمکھی اخبارات و رسائل کے ترجمے اور بعض مستقل کارآمد مضامین بھی شائع کرتا تھا۔ کئی اخباروں کا گزارہ ہی ان ترجموں پر تھا۔ مولوی شجاع اللہ خاں مدیر ملت لاہور، سید ظہور احمد وحشی شاہجہان پوری، پروفیسر محمد عباس ایم اے مصنف کتاب مشاہیر نسواں، جنہیں پنجاب یونیورسٹی کانووکیشن کے موقعہ پر چھ مختلف تمغے اور ایک سو روپیہ نقد انعام ملا تھا، وقتاً فوقتاً پیسہ اخبار میں مدیر و مترجم کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

آج کل اکثر اخبارات اشتہاروں سے لبریز ہوتے ہیں مگر ایک زمانہ تھا کہ تاجر پیشہ لوگ صرف پیسہ اخبار ہی کو اشتہارات کے لئے پسند کرتے تھے۔ پیسہ اخبار نے اشتہارات کی آمدنی سے معقول فائدہ اٹھایا۔

مولوی محبوب عالم بڑے وسیع الاخلاق اور منکسر المزاج بزرگ تھے۔ ان کا فیض عام تھا۔ وہ اعتدال پسند تھے۔ پر جوش، سنسنی خیز اور تہلکہ مچا دینے والے مضامین سے آپ کو نفرت تھی۔ سرکار دربار میں ان کی عزت تھی۔ ۱۹۰۳ء کے دہلی دربار میں جو لارڈ کرزن وائسرائے و گورنر جنرل کے عہد میں منعقد ہوا تھا آپ شاہی مہمانوں میں بلائے گئے۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء کے دربار دہلی میں بھی (جس میں خود شہنشاہ جارج پنجم تشریف لائے تھے) آپ مدعو تھے۔

پہلی جنگ عظیم کے زمانے میں مولوی محبوب عالم کو سرکاری مہمان کی حیثیت سے پنجاب پریس کا نمائندہ منتخب کرکے ہندوستان کے آٹھ مدیران اخبار کے وفد کے ہمراہ، جس میں چار انگریز اور چار ہندوستانی تھے، عراق عرب کی سیاحت کو بھیجا گیا جہاں آپ نے بصرہ، عمارہ اور بغداد کے عام حالات اور جنگی تیاریوں کا نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس سفر کے لئے آپ ۱۷ مارچ کو روانہ ہوئے اور مئی ۱۹۱۷ء کے وسط میں واپس آئے۔ اپنے مشاہدات آپ نے نہایت تفصیل سے اردو میں قلم بند کئے جو سفرنامہ' بغداد کی صورت میں شائع ہوئے۔ یہ سفرنامہ پہلی بار بصورت کتاب ۱۹۲۱ء میں طبع ہوا۔

۱۹۱۸ء کے آخر میں انگلستان کی وزارت معلومات کی دعوت پر مدیران وفد کے ہمراہ آپ پنجاب کی طرف سے پھر انگلستان گئے۔ وہاں منجملہ دیگر اعزازات کے آپ کو حضور ملک معظم نے شرف باریابی عطا کیا۔ اس سفر سے

آپ ۱۷ جنوری ۱۹۱۹ء کو لاہور واپس آئے جہاں آپ کا شاندار استقبال ہوا۔ استقبال کرنے والوں میں وکیل، بیرسٹر، رؤسا، وائسریگل کونسل کے ممبر اور اخبارات کے ایڈیٹر شامل تھے۔

مولوی محبوب عالم کو سیر و سیاحت طبعاً پسند تھی۔ چنانچہ جب آپ بوڑھے ہو کر دور دراز سفر کے قابل نہ رہے تو ہر سال کشمیر جایا کرتے تھے اور وہاں بھی کسی نہ کسی رنگ میں ملت کی خدمت کرتے رہتے تھے۔

اب پیسہ اخبار اور انتخاب لاجواب دونوں بند ہو چکے ہیں۔ البتہ پیسہ اخبار کی عالی شان عمارات اب تک اس کا نام زندہ رکھنے کو موجود ہیں اور انار کلی کے جس حصے میں یہ واقع ہیں، اس کا نام بھی ''پیسہ اخبار اسٹریٹ،، ہی ہے۔

مولوی صاحب کا انتقال ۲۳ مئی ۱۹۳۳ء کو ہوا اور آپ لاہور کے قبرستان میانی صاحب میں دفن کئے گئے آپ کے جنازے میں سر میاں محمد شفیع، سر فضل حسین اور علامہ اقبال بھی شریک تھے۔ اقبال نے تعلق خاطر کی بنا پر حسب ذیل قطعہ تاریخ کہا جو آپ کے سنگ مزار پر کندہ ہے۔

سحرگاہاں بگورستاں رسیدم   دراں گورے پر از انوار دیدم
ز ہاتف سال تاریخش شنیدم   معلی تربت محبوب عالم
۱۳۵۱ھ